OPEN ACCESS: Al Khadim Research Journal of Islamic Culture and Civilization
ISSN (ONLINE): 2710-0235 www.arjicc.com ISSN (PRINT): 2710-0227
DOI: https://doi.org/10.53575/arjicc.v3.01(22)u3.18-31

اظہارِ آزادئ رائے کا حق: خلافتِ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی روشنی میں تحقیقی جائزہ

The Right to Freedom of Expression: A Research Analysis During the Caliphate of Umar Farooq (R.A)

Dr. Khalid Rasool
Lecturer Islamic Studies Government Boys Degree College Tando Muhammad khan.
Email: khalidrasool28@gmail.com

Dr. Hafeez Ur Rehman Rajput
Lecturer Islamic Studies Government College University Hyderabad.
Email: hafeezurrehman@gcuh.edu.pk

Masood Ahmed Siddiqui
Lecturer, Department of Education, G.C. University Hyderabad.
Email: masood.ahmed@gcuh.edu.pk

Received on: 04-01-2022 Accepted on: 04-02-2022

Abstract

Freedom of expression is a highly crucial topic. Both suppressing as well as misusing this right is a morally objectionable act which leads to many social issues. Hazrat Umar's (R.A) rule is believed to be the golden era of human history. Critics are of the opinion that freedom of expression was negated in this period. It goes without saying that in the modern world, the concept of freedom of expression is projected in a narrow and dubious way. This research paper judiciously strives to reveal the indiscriminative and unbiased face of this fundamental right, and categorically clarifies the actual aspects of the freedom of expression in the rule of Hazrat Umar Farooq (R.A). It has been inferred through research that in the time of Hazrar Umar Farooq (R.A) Muslim and Non-Muslims citizen alike enjoyed the liberty of giving their opinion on social problems, making positive and constructive criticisms to ensure efficient governance. Hazrat Umar (R.A) was always found to be quick in talking stringent measures against any such propaganda that could harm the self-respect of someone and ignite prejudice or hatred against any segment of society. Hazrat Umar (R.A) was the enthusiastic proponent of such freedom of thought or expression that could be pivotal in spreading righteousness and social harmony. At the end of research paper few recommendations have been made to necessarily curb the vitriolic propaganda disseminated under the pretext of freedom of expression. It has been unequivocally asserted that spreading falsehood leads to promoting prejudice, sectarianism and social disharmony that causes social instability and peace lessness.

Keywords: Women, Arabian, Protection, marriage, Obedience, Poet

تعارف

"اظہارِ آزادئ رائے" بین الاقوامی سطح پر ایک توجہ طلب معاملہ اور انتہائی حساس موضوع ہے جو کہ انسانیت کے اہم مسئلے کی حیثیت

اختیار کر چکا ہے۔ اظہارِ رائے کی آزادی کا حق غصب کرنا یا اس کا غلط استعمال دونوں ہی اخلاقی جرم ہیں جو معاشرے میں بگاڑ اور خرابیٔ امن وسکون کا سبب ہیں۔ انسان فطری طور پر آزاد ہے اس کو آزادی کا فطری حق حاصل ہے وہ اللہ کے سوا کسی کا غلام نہیں ہے۔ اسلام چونکہ فطری دین ہے اس لیے وہ انسان کو اس کا فطری حق عطا کرتے ہوئے اس کو عقیدے کی آزادی، فکر کی آزادی، اظہارِ رائے کی آزادی اور عمل کی آزادی عطا کرتا ہے تاکہ انسان پوری آزادی کے ساتھ اپنی زندگی گزار سکے۔ اسلام نے ہر ایک انسان کو آزادیٔ رائے کا حق دیا ہے وہ مملکت کے معاملات میں اپنی رائے کا آزادانہ اظہار کر سکتا ہے لیکن آزادیٔ رائے کی آڑ میں کسی دوسرے کی کردار کشی، تذلیل، تمسخر اور تہمت لگا کر نقصان پہنچانے کی قطعاً اجازت نہیں دی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت تاریخ کا ایک سنہری دور تصور کیا جاتا ہے۔ اس دور میں مسلمانوں کو بہت سی فتوحات حاصل ہوئیں اور اسلامی سلطنت کو بے حد وسعت حاصل ہوئی۔ بعض ناقدین کا کہنا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں تشدد و جبر سے کام لیا گیا اور لوگوں کی آزادی کو سلب کیا گیا اس کے ساتھ ساتھ یہ حقیقت بھی واضح ہے کہ عصرِ حاضر میں اظہارِ آزادیٔ رائے کو مشکوک انداز میں پیش کیا جاتا ہے، اس کی حقیقت پر پردہ ڈال کر اس کو مطلق آزادی کا نام دیا جاتا ہے، یہ وہ اسباب ہیں جو مقالہ نگار کے تحقیق کا سبب ہیں۔ اس ضمن میں زیرِ نظر مقالہ "اظہارِ آزادیٔ رائے کا حق حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کی روشنی میں" کی اہمیت وضرورت اور بڑھ جاتی ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بن خطاب

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نسباً قرشی عدوی ہیں اور ان کا سلسلہ نسب آٹھویں پشت پر رسول اللہ ﷺ سے جاملتا ہے۔ آپ کا سلسلہ نسب یہ ہے: عمر بن خطاب بن نفیل بن عبد العزیٰ بن ریاح بن عبد اللہ بن زراح بن عدی بن کعب لوی۔ کعب کے دو بیٹے تھے ایک عدی دوسرا مرہ۔ مرہ رسول اللہ ﷺ کے اجداد میں سے ہیں اور عدی کی اولاد سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کا نام عمر، کنیت ابو حفص اور فاروق کے لقب سے رسول اللہ ﷺ نے ملقب فرمایا تھا، آپ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ہجرتِ مدینہ سے چالیس سال اور یوم الفجار سے چار سال قبل پیدا ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نام حنتمہ تھا جو ہشام بن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم کی بیٹی تھیں۔

سنِ شعور پر پہنچنے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کے والد نے آپ کو اونٹوں کو چرانے کی خدمت سپرد کی جو عرب میں ایک قومی شعار سمجھا جاتا تھا، جب جوان ہوئے تو عرب کے دستور کے موافق نسب دانی، سپہ گری، پہلوانی کے فن کے ماہر ہوئے۔ عکاظ کے بازار میں جہاں ہر سال میلہ لگتا تھا اکثر کشتی لڑتے تھے، شہسواری میں یہ کمال حاصل تھا کہ گھوڑے پر اچھل کر سوار ہوتے اور ایسے جم کر بیٹھتے کہ جسم کو مطلق حرکت نہ ہوتی تھی۔ اس دور کے موافق لکھنا پڑھنا بھی جانتے تھے بعثتِ رسول اللہ ﷺ کے وقت قریش میں صرف سترہ افراد ایسے تھے جو لکھنا پڑھنا جانتے تھے ان میں سے ایک عمر بن خطاب بھی تھے۔ [1]

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ۲۳ جمادی الثانی ۱۳ ھ بروز پیر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد تختِ خلافت پر متمکن

ہوئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا کل زمانہ خلافت دس سال چھ مہینے چار دن رہا۔ ۲۷ ذی الحجہ ۲۳ ھ کو شہادت پائی۔[2]

خلافتِ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ میں اظہارِ آزادیٔ رائے

اسلام نے بغیر کسی خوف وڈر کے حق گوئی کی تلقین کی ہے اور اُمر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو فرض قرار دیا ہے۔ اسلام میں اس بات کی گنجائش نہیں ہے کہ لوگوں کے سانس لینے پر بھی پابندی لگادی جائے اور ان کے منہ پر لگام لگادی جائے کہ وہ اجازت کے بغیر ایک حرف بھی نہ بول سکیں۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی ایک صفت بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے:

''تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ''[3]

''وہ اچھے کاموں کا حکم دیتے ہیں اور برے کاموں سے روکتے ہیں''

اور یہ صفت ایسی ہے جو کہ آزادی اظہار خیال کے بغیر پیدا نہیں ہوسکتی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آزادیٔ رائے کا بہت احترام فرماتے تھے۔ انسانوں کی آزادی کے سلسلے میں آپ رضی اللہ عنہ کے یہ تاریخی الفاظ آج بھی لوگوں کی زبان پر عام ہیں:

''مذكم تعبدتم الناس وقد ولدتهم أمهاتهم أحرارا'' [4]

''تم نے لوگوں کو کب سے غلام بنا رکھا ہے۔ حالاں کہ ان کی ماؤں نے انہیں آزاد پیدا کیا ہے۔''

یہ تاریخی جملے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے انسانوں کی آزادی کے حق میں واضح طور پر عکاسی کرتے ہیں۔

اسماعیل الاصبھانی بیان کرتے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب خلافت کی ذمہ داری سنبھالی تو اس وقت ان کے خطبے میں یہ الفاظ بھی تھے:

''وَأَعِينُونِي عَلَى نَفْسِي بِالْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ وَإِحْضَارِي النَّصِيحَةَ'' [5]

''آپ لوگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ذریعے سے میری مدد فرمائیں اور مجھے خیر خواہی اور نصیحت کی بات پہنچائیں۔''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا طریقہ کار تھا کہ وہ تمام معاملات عامۃ الناس کے سامنے رکھتے اور انھیں بلا کسی رکاوٹ اپنی رائے کو پیش کرنے کا پورا موقع فراہم کرتے تھے۔ یہاں تک کہ اجتہادی مسائل میں بھی انھیں رائے کے اظہار کا حق دیتے تھے۔

ابو حیان التوحیدی اس روایت کو نقل فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک شخص سے ملے۔ انھوں نے اس سے پوچھا: تمھارے فلاں معاملے کا کیا بنا؟ اس نے عرض کیا: حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت زید رضی اللہ عنہ نے اس طرح فیصلہ فرمایا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سن کر فرمایا: اگر میں فیصلہ کرتا تو اس طرح کرتا۔ اس شخص نے عرض کیا: آپ رضی اللہ عنہ خلیفۃ المسلمین ہیں۔ بھلا آپ کی طرف سے اس فیصلہ کے نفاذ میں کیا رکاوٹ ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر یہ مسئلہ کتاب وسنت میں واضح طور پر موجود ہوتا تو میں ضرور قدم اٹھاتا۔ لیکن تمھارا مسئلہ رائے اور اجتہاد کا ہے اور رائے میں ہم سب ایک جیسے ہیں۔ اس لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت زید رضی

اللہ عنہ نے جو فیصلہ دیا ہے، وہ بھی درست ہے۔[6]

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں لوگ نہایت بے خوفی اور بے باکی سے درپیش معاملہ پر اپنی رائے دیتے تھے۔ نہایت مثبت و مفید تنقید کرتے تھے اور اپنی خیر خواہی کے جذبات سے آگاہ کرتے تھے۔ اس سلسلے میں انھیں امیر المؤمنین تک پہنچنے میں کوئی دشواری نہیں ہوتی تھی۔

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خطبہ ارشاد فرمایا:

''يا أيها الناس من رأى منكم في اعوجاجا فليقومه! فقام رجل أعرابي فقال: والله لو وجدنا فيك اعوجاجا لقومناه بسيوفنا! فقال عمر: الحمد الله الذي جعل في المسلمين من يقوم عوج عمر بسيفه [7] ''

''اے لوگو! تم میں سے کوئی مجھے غلط راستے پر دیکھے تو سیدھا کر دے۔ ایک اعرابی شخص کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا: اللہ کی قسم! اگر ہم آپ کو غلط راستے پر دیکھیں گے تو اپنی تلوار سے سیدھا کر دیں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے اس امت میں ایسا فرد بھی پیدا فرمایا جسے یہ ہمت حاصل ہے کہ وہ عمر کی کج روی اپنی تلوار سے ٹھیک کر دے۔''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سیاسی لحاظ سے ایسی آزادیٔ فکر و رائے پر یقین رکھتے تھے جس کی بنیاد خیر خواہی اور بھلائی کے جذبے پر ہو۔ ان کا یہ خیال تھا کہ قوم کا حاکم کے لیے خیر خواہ ہونا قوم کا لازمی فرض ہے۔ اور حاکمِ وقت پر یہ لازم ہے کہ وہ اپنا حق قوم سے طلب کرے اور کہے: اے میری قوم! بلاشبہ تم پر ہمارا ایک فرض ہے اور وہ یہ کہ تم ہماری غیر موجودگی میں بھی ہماری خیر خواہی کرو اور بھلائی کے کاموں میں ہماری مدد کرو۔

ابنِ قتیبہ ''عیون الأخبار'' میں اور سعید بن علی بن وھف القحطانی ''الحکمۃ فی الدعوۃ الی اللہ تعالیٰ، وزارۃ الشؤون الاسلامیۃ والاوقاف والدعوۃ والارشاد'' میں لکھتے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

''أحبّ الناس إليّ من أهدى إليّ عيوبي [8] ''

''لوگوں میں سے مجھے سب سے زیادہ محبوب وہ شخص ہے جو مجھے میری کوتاہیوں سے آگاہ کرے۔''

ابنِ المبرد تحریر کرتے ہیں، ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے خطبہ میں یہ کلمات ارشاد فرما رہے تھے: اے لوگو اولی الامر کی بات سنو اور اس کی اطاعت کرو۔ اسی دوران ایک شخص کھڑا ہو گیا اور آپ رضی اللہ عنہ کی بات کاٹتے ہوئے بولا: اے امیر المومنین! کوئی سمع واطاعت نہیں ہو گی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نرمی سے پوچھا: اے اللہ کے بندے کیوں؟ اس نے کہا: اموالِ غنیمت میں سے ہم سب کے حصے میں تن ڈھانپنے کو صرف ایک چادر آئی اس چادر سے کرتا تیار نہیں ہو سکتا تھا لیکن آپ کے حصے میں آنے والی چادر سے آپ کی قمیص کیسے تیار ہو گئی؟۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: بس یہیں رُک جاؤ! اس بات کا جواب میں نہیں کوئی اور دے گا، پھر اپنے بیٹے کو آواز دی تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ آگے آ گئے۔ انھوں نے وضاحت کی کہ ایک چادر سے میرے والد محترم کی قمیص مکمل نہ ہو سکی اس لیے میں نے اپنے حصے کی چادر اپنے والد کو دے دی تاکہ ان کی قمیص مکمل ہو جائے۔ یہ وضاحت سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہ مطمئن ہو گئے اور اس

سوال کرنے والے نے وضاحت سن کر بڑے احترام اور عاجزی سے عرض کیا: امیر المومنین! "اب آپ جو کچھ حکم دیں گے ہم سمع واطاعت کے لیے تیار ہیں۔[9]

عبد العزیز بن محمد بن عبد المحسن اور بکر بن عبد اللہ ابو زید تحریر فرماتے ہیں۔ ایک دن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص حاضر ہوا۔ اس نے سب کے سامنے ڈنکے کی چوٹ پر کہا: اے عمر! اللہ سے ڈر جا۔ کچھ لوگ اس کی سرِ عام یہ بات سن کر اس پر غضب ناک ہوئے اور اسے خاموش کرنے کی کوشش کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے لوگو! "لا خیر فیکم إن لم تقولوھا ولا خیر فینا إن لم نسمعھا" "اگر تم اس جیسی بات نہ کہو تو تمھارے اندر کوئی خیر خواہی نہیں اور ہم حکمران ایسی بات نہ سنیں تو پھر ہم میں کوئی بھلائی نہیں۔"[10]

قرطبیؒ، الزبیر بن بکار اور ابنِ کثیر اس روایت کو بیان کرتے ہیں۔ عبد اللہ بن مصعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خطبہ میں فرمایا:

"أَلَا لا تَزِيدُوا فِي مُهُورِ النِّسَاءِ عَلَى أَرْبَعِينَ أُوْقِيَّةٍ، وَلَوْ كَانَتْ بِنْتُ ذِي الْغُصَّةِ، يَعْنِي يَزِيدَ بْنَ الْحُصَيْنِ الْحَارِثِيَّ، فَمَا زَادَ أُلْقِيَتِ الزِّيَادَةُ فِي بَيْتِ الْمَالِ"

"عورتوں کے حق مہر کی رقم چالیس (۴۰) اوقیہ سے زیادہ نہ بڑھاؤ۔ چاہے وہ عورت یزید بن حصین الحارثی جیسے شخص کی بیٹی ہی ہو۔ اگر اس سے زیادہ کسی نے حق مہر مقرر کیا تو میں ایسا مال بیت المال میں جمع کر دوں گا۔"

یہ سن کر ایک عورت کھڑی ہو گئی۔ اس نے اعتراض کیا: اے عمر! آپ کو اس کا اختیار نہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیوں؟ اس نے کہا: اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

"وَآتَيْتُمْ إِحْدَاهُنَّ قِنْطَارًا فَلا تَأْخُذُوا مِنْهُ شَيْئًا "وَآتَيْتُمْ إِحْدَاهُنَّ قِنْطَارًا فَلا تَأْخُذُوا مِنْهُ شَيْئًا"[11]

"اور تم ان میں سے کسی کو ایک خزانہ دے چکے تو اس سے کچھ بھی واپس نہ لو۔"

یہ آیت سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک عورت نے صحیح بات کہی اور عمر غلطی کر گیا۔[12]

ابن المبرد اور عبد السلام بن محسن آل عیسیٰ لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مسجد سے باہر نکلے اس وقت جارود بھی ساتھ تھے، راستے میں اچانک ایک خاتون حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے آئی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو سلام عرض کیا اس خاتون نے جواب دیا اور کہا: اے عمر! میں تمھیں اس وقت سے جانتی ہوں جب تم عکاظ کی منڈی میں عمیر کے نام سے پکارے جاتے تھے، تم اپنی لاٹھی سے بچوں کو ڈراتے اور پریشان کرتے تھے، پھر تمھیں لوگ عمر کہنے لگے، آج وقت یہ ہے کہ تم امیر المؤمنین بن گئے ہو۔ اپنی عوام کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو، جان لو کہ جو وعید سے ڈر گیا دور ہونے والی چیز بھی اس کے قریب ہو جائے گی اور جو موت سے ڈرا وہ دنیا کے ہاتھ سے جانے پر غمگیں نہیں ہو گا۔

جارود یہ تمام باتیں ساعت کر رہے تھے اس پر انھوں نے خاتون سے کہا بس کرو، تم نے امیر المؤمنین کے خلاف بہت باتیں کر لیں۔ حضرت

عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جارو دا نھیں مت روکو۔ کیا تم انھیں نہیں جانتے ؟ یہ خولہ بنت ثعلبہ ہے۔ان کی بات اللہ تعالیٰ نے ساتویں آسمان پر سنی تھی، عمر پر لازم ہے کہ خولہ کی بات سنے۔[13]

سید عمر تلمسانی بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ انصار کی کسی عورت نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کسی مسئلہ پر اختلاف کیا اور آپ رضی اللہ عنہ سے رائے تبدیل کرنے کے لیے کہا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عورتیں ایسی جری تو نہ ہوتی تھیں۔اس خاتون نے کہا کیوں نہیں ۔حضور اکرم ﷺ کی بیویاں آپ ﷺ سے مباحثے کیا کرتی تھیں اور اپنی اصابتِ رائے سے حضور ﷺ کو قائل کر لیا کرتی تھیں۔انصار کی عورتیں بھی بہت سمجھ دار اور فقہ کو جاننے والی تھیں۔دین کے معاملے میں شرم و حیا انھیں تحقیق و جستجو اور حقیقتِ حال مانع نہ تھی۔حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس عورت کے دلائل کے سامنے سر جھکا دیا اور خاموش ہو گئے۔

سید عمر تلمسانی نے اس واقعے کو بھی تحریر کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے شراب پینے پر ابو محجن ثقفی پر سات مرتبہ حد جاری کی ۔ایک دن وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے کسی سے کہا: اس کے منہ کی بو سونگھو۔آپ رضی اللہ عنہ کو شبہ تھا کہ انھوں نے اس وقت بھی شراب پی رکھی ہے۔ابو محجن نے فوراً کہا: یہ تجسس ہے، جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔ان کی دلیل سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے اور ان سے تعرض نہ کیا۔[14]

عبد الرحمٰن الشرکاوی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ذریعے سے ان کی ہمشیرہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا بنت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہا کو نکاح کا پیغام ارسال فرمایا۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے اس پیغام کا تذکرہ کیا،ام کلثوم نے انکار فرمادیا۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کیا تم امیر المؤمنین کی پیش کش کو رد کرتی ہو؟انھوں نے کہا! ہاں اس وجہ سے کہ وہ سخت زندگی گزارنے والے اور عورتوں پر سختی کرنے والے ہیں۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ جواب سن کر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو بلایا اور اس انکار کا ذکر کیا۔حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ام المؤمنین آپ فکر مند نہ ہوں میں اس کا کوئی حل تلاش کرتا ہوں۔وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور عرض کیا: اے امیر المؤمنین ! مجھے ایک اطلاع ملی ہے۔میں آپ کو اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں کہ آپ ایسا کریں ! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایسی کیا بات ہے ؟حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ نے ام کلثوم رضی اللہ عنہا بنت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نکاح کا پیغام ارسال فرمایا ہے ؟حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں ! کیا تم مجھے اس سے یا اس مجھ سے دور کرنے کی کوشش کر رہے ہو؟ حضرت عمر بن عاص رضی اللہ عنہ نے عرض کیا : ان میں سے کوئی بھی بات نہیں ہے۔دراصل بات یہ ہے کہ وہ ابھی نوخیز لڑکی ہے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے لطف و کرم کے سایہ میں جوان ہوئی ہے، آپ میں کچھ سختی ہے، ہم آپ سے ڈرتے ہیں، ہم مرد ہونے کے باوجود آپ کی کوئی عادت نہیں بدل سکتے۔اگر ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے کسی معاملے میں آپ کی نافرمانی کی تو کیا آپ اس پر سختی نہیں کریں گے ؟ایسی صورت حال میں آپ نے جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد کے بارے میں فیصلہ کیا ہے وہ درست نہیں۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا: عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس

سے اس بارے میں بات چیت کی تو اس نے کیا جواب دیا؟ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی جانب سے آپ سے بات کر رہا ہوں۔[15]

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمرو بن وعاص رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے پوچھا: امیر المؤمنین !آپ کوئی نیا نکاح کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں ! ممکن ہے کہ شادی چند دنوں میں ہی ہو جائے۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کس خاتون کو آپ نے منتخب کیا ہے ؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا بنت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ آپ کے لیے یہ رشتہ موزوں نہیں ہوگا۔ آپ ایسی لڑکی سے شادی کر کے کیا کریں گے جو صبح و شام اپنے مرحوم والد ہی کی یاد میں مغموم رہے۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا: کیا تمھیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایسا کوئی حکم دیا ہے ؟ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: جی ہاں ! یہ سماعت فرما کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا ذکر چھوڑ دیا، اس کے بعد ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے شادی کر لی۔

اس روایت سے واضح ہوتا ہے کہ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بذات خود نہایت خوش دلی سے ایک لڑکی کو نکاح کا پیغام بھیج رہے ہیں، مگر وہ لڑکی مکمل آزادی اور پختہ ارادے سے امیر المؤمنین کا پیغام نامنظور کر دیتی ہے۔ جب امیر المؤمنین کو یہ جواب ملتا ہے تو وہ کوئی غصہ، ناراضگی یا ڈانٹ ڈپٹ نہیں کرتے۔ کوئی ڈراوا یا دھمکی نہیں دیتے اور نکاح کا ارادہ ترک کر دیتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ جانتے تھے کہ اسلام کسی لڑکی کو اس کی رضامندی کے بغیر کسی سے نکاح پر مجبور نہیں کرتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے انکار کا معلوم ہوا تو انھوں نے نرم مزاجی کا مظاہرہ فرمایا اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی بات کا اصل مقصد سمجھ گئے۔[16]

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ لڑکیوں کے نکاح کے حق کی بڑی حفاظت فرماتے ،آپ رضی اللہ عنہ نکاح کے معاملات میں لڑکیوں کی رضامندی ضروری سمجھتے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خواتین کی زندگی کے جملہ شعبوں اور حکومت کے معاملات میں مشورہ لیا کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ بخوبی واقف تھے کہ خواتین انسانیت کا حساس اور باشعور طبقہ ہیں اور ان میں غور و فکر کی صلاحیتیں موجود ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ جس طرح مرد صاحبان سے مشورہ فرماتے اس طرح خواتین سے بھی مشورہ طلب فرماتے۔ آپ رضی اللہ عنہ شفاء بنت عبد اللہ عدوی جو سبقت فی اسلام اور اصابتِ رائے سے متصف تھیں کئی اہم ریاستی امور میں مشورہ لیا کرتے، ان کی رائے کو بڑی اہمیت دیتے اور اسے مقدم رکھتے۔[17]

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ایک روز عیسائی عورت کا کسی غرض سے آنا ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مسلمان ہو جاؤ، مسلمان ہونے سے تم محفوظ ہو جاؤ گی۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ ﷺ کو برحق مبعوث فرمایا ہے۔ یہ ارشاد سن کر اس خاتون نے کہا: میں ایک ضعیف عورت ہوں اور موت کی دہلیز پر ہوں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کی حاجت فوراً پوری کر دی لیکن اس کے بعد

دل میں خیال گزرا کہ شاید انھوں نے اس بوڑھی خاتون کو اس کی ضرورت کے بدلے زبردستی اسلام میں داخل کرنے کی کوشش کی ہے۔اس پر انھوں نے کثرت سے استغفار کیا اور اللہ تعالی کے بارگاہ میں عرض کی: اے اللہ! میں نے صرف اس کی رہنمائی کی ہے۔اسے مجبور نہیں کیا۔[18]

ابن سعد، ابو نعیم الاصبھانی اور سعید بن منصور اس واقعہ کو بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ کا ایک غلام ''اشق'' جو عیسائی مذہب سے تعلق رکھتا تھا بیان کرتا ہے: ''كُنْتُ مَمْلُوكًا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَأَنَا نَصْرَانِيٌّ. فَكَانَ يَعْرِضُ عَلَيَّ الإِسْلامَ وَيَقُولُ: إِنَّكَ لَوْ أَسْلَمْتَ اسْتَعَنْتُ بِكَ عَلَى أَمَانَتِي فَإِنَّهُ لا يَحِلُّ لِي أَنْ أَسْتَعِينَ بِكَ عَلَى أَمَانَةِ الْمُسْلِمِينَ وَلَسْتَ عَلَى دِينِهِمْ. فَأَبَيْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ: لا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ.فَلَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ أَعْتَقَنِي وَأَنَا نَصْرَانِيٌّ وَقَالَ: اذْهَبْ حَيْثُ شِئْتَ[19]''

''میں ایک عیسائی غلام تھا۔ مجھے سے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم مسلمان ہو جاؤ۔ ہم تم سے مسلمانوں کے معاملات میں مدد لینا چاہتے ہیں لیکن ہمارے لیے ممکن نہیں کہ ہم کسی غیر مسلم کو مسلمانوں کے معاملات کا کوئی عہدہ دیں لیکن میں نے ان کی بات ماننے سے انکار کر دیا۔ اس پر انھوں نے ارشاد فرمایا: دینِ اسلام اختیار کرنے میں کسی پر کوئی زبردستی نہیں ہے۔ جب ان کا وقتِ شہادت قریب آیا تو انھوں نے مجھے آزاد کرتے ہوئے فرمایا: جہاں دل چاہے چلے جاؤ۔''

یہ واقعات اس حقیقت کو واضح کرتے ہیں کہ غیر مسلم رعایا کو بھی اپنا نقطہ نظر و فکر بیان کرنے میں آزادی حاصل تھی اور اس سلسلہ میں انھیں کسی جبر یا دشواری کا سامنا نہیں تھا۔ عظیم اسلامی ریاست کے حکمران کے سامنے وہ بلا جھجک اپنا مؤقف بیان کر دیا کرتے تھے۔

الخطیب البغدادی ''تاریخ بغداد او مدینۃ الاسلام'' میں ایک منفرد واقعہ نقل فرماتے ہیں، ایک دن ایک بدوی آیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قریب کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا:

"يا عمر الخير جزيت الجنة" '' اے عمر! تجھے بہترین بدلہ عطا ہو گا''

"جهز بنياتي وامهنه'' "اگر تو میری بیٹیوں اور ان کی ماؤں کو عطا فرمائے گا''

"اقسم بالله لتفعلنه" ''میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں! تو یہ کام ضرور کرے گا''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا" :فان لم افعل يكون ماذا يا اعرابي'' "اگر میں ایسا نہ کروں تو پھر کیا ہو گا؟'' بدوی بولا" :اقسم انی سوف امضينه'''' میں قسم کھاتا ہوں کہ پھر میں یقیناً اپنے انجام کو پہنچ جاؤں گا (مر جاؤں گا)'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: " فإن مضيت يكون ماذا يا اعرابي'' "؟ اگر تو مر گیا تو پھر کیا ہو گا؟'' بدوی نے جواب دیا:

"والله عن حالى لتسئلنه'' "اللہ کی قسم! آپ سے میرے بارے میں ضرور سوال ہو گا''

"ثم تكون المسألات ثمه'' "پھر آپ کو وہاں بہت سے مسائل کا سامنا کرنا پڑے گا''

"والواقف المسئول بينهنه'' "اور جس کی ان مسائل کے بارے میں تفتیش ہوئی وہ''

"اما إلى نار واما جنة'' "یا تو آگ کی طرف یا پھر جنت کی طرف جائے گا!''

یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ زار و قطار رونے لگے یہاں تک کہ ڈاڑھی مبارک تر ہو گئی پھر خادم سے فرمایا" :یا غلام أعطه قميصي هذا لذلك اليوم لا لشعره والله ما املك قميصا غيره[13]" "اے لڑکے! اس آج کے دن اس نصیحت آموزی کے سبب میری یہ قمیص دے دو۔ یہ میں اس دن کے لیے دے رہا ہوں اس لیے نہیں دے رہا کہ اس نے مجھے اشعار سنائے ہیں۔ اللہ کی قسم! میں آج اس قمیص کے علاوہ اور کسی چیز کا مالک نہیں ہوں۔"[20]

ججز کو ہدایات کے سلسلے میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خط و کتابت بھی جاری رہتی تھی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرف سے جاری کئے گئے خطوط میں سے ایک اہم خط حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے نام بھی ارسال کیا گیا جس میں پانچ عادتیں مضبوطی سے اپنانے کی تاکید کی گئی ان میں سے ایک عادت کے متعلق آپ رضی اللہ عنہ نے تاکید فرمائی کہ کمزور آدمی کو اتنا قرب دو کہ اس بند زبان کھل جائے اور وہ تسلی سے کھل کر بات کرے اور اس کا دل ڈھارس پا کر قوی ہو جائے۔[21]

اکرم ضیاء العمری اس واقعہ کو نقل کرتے ہیں: ایک دفعہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک بدوی سے گھوڑا خریدا۔ انہوں نے اس گھوڑے کو آزمانا چاہا۔ چناں چہ تجربے کے لیے اس گھوڑے پر سوار ہوئے۔ گھوڑا بہت تھک گیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بدوی سے فرمایا: اپنا گھوڑا واپس لے لو۔ بدوی نے گھوڑا واپس لینے سے انکار کر دیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: چلو اپنے اور میرے درمیان کسی کو ثالث بناؤ۔ اس نے قاضی شریح کا نام لیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور بدوی دونوں شریح کے پاس فیصلے کے لیے گئے۔ شریح نے فیصلہ سنایا: اے امیر المؤمنین! آپ نے جو چیز خرید لی، سو خرید لی۔ اسے اپنے پاس رکھیے یا گھوڑا اسی حالت میں واپس کیجیے جس حالت میں آپ نے خریدا تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: فیصلے اسی طرح ہی کیے جاتے ہیں۔ اور اس کے بعد شریح کو کوفہ کا قاضی مقرر فرما دیا۔[22]

آزادی رائے کا حق انسانی وقار و تحفظ سے مقید ہے

آزادیٔ رائے انسان کا بنیادی حق ہے لیکن آزادی کا مطلب یہ نہیں ہے کہ جو کوئی چاہے جس طرح چاہے اسی طرح اپنی رائے دیتا پھرے اور لوگوں کی حق تلفی کرتا رہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

''يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ۖ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ''[23]

''اے ایمان والو! نہ تمسخر اُڑایا کرے مردوں کی ایک جماعت دوسری جماعت کا شاید وہ ان مذاق اڑانے والوں سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں مذاق اُڑایا کریں دوسری جماعت کا شاید وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ عیب لگاؤ ایک دوسرے پر اور نہ برے القاب سے کسی کو بلاؤ کتنا ہی برا نام ہے مسلمان ہو کر فاسق کہلانا اور جو لوگ باز نہیں آئیں گے تو وہ ہی بے انصاف ہیں۔''

رسول اللہ ﷺ کا فرمان حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

''من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليقل خيرًا أو ليصْمُت''[24]

''جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، اسے چاہیے کہ اچھی بات کہے، ورنہ خاموش رہے''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایسی آزادی رائے کی اجازت نہیں دیتے تھے جو انسانی وقار اور تحفظ کے خلاف ہو اور اس معاملے میں آپ رضی اللہ عنہ سختی اختیار فرماتے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ایک شاعر حطیئہ جس کا اصل نام ابو ملیکہ جرول بن اوس تھا، وہ قطیعہ بن عبس قبیلے سے تعلق رکھتا تھا۔ وہ قحط سالی سے گھبرا کر عراق جارہا تھا تاکہ وہ خوش حالی کی زندگی بسر کر سکے۔ راستے میں زبرقان بن بدر بن امرئ القیس سے ملاقات ہوگئی۔ زبرقان اپنی قوم کی طرف سے زکاۃ کا مال لے کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جارہا تھا، زبرقان، حطیئہ کو پہچان گیا۔ زبرقان نے اس سے گفتگو کی، اسے اس کے حالات کا علم ہوا تو زبرقان نے اسے اپنے قبیلے میں رہائش کی پیش کش کی اور کہا کہ یہاں رہو اور واپسی تک میرا انتظار کرو۔ حطیئہ رک گیا، وہاں بغیض بن عامر بن شماس موجود تھا اور یہ زبرقان کا مخالف تھا۔ اس نے حطیئہ کو زبرقان کے خلاف بھڑکایا اور اپنے ساتھ ملالیا۔ حطیئہ نے زبرقان کی ہجو لکھی اور بنو انف الناقہ کی مدح میں اشعار کہے۔ حطیئہ نے زبرقان کی ہجو میں اس طرح کے اشعار کہے:

ما كانَ ذَنبُ بَغيضٍ لا أَبا لَكُمُ   في بائِسٍ جاءَ يَحدو آخِرَ النّاسِ

''تمھارا باپ نہ رہے! بغیض نے کوئی جرم نہیں کیا وہ تو تنگ دستی کی حالت میں سب سے آخر میں یہاں آیا''

لَقَد مَرَيتُكُمُ لَو أَنَّ دِرَّتَكُم   يَوماً يَجيءُ بِها مَسحي وَإِبساسي

''بے شک میں نے تم سے بھلائی کا مطالبہ کیا کاش کسی دن وہ تمھاری دودھ والی اونٹنی کے تھنوں کو ہاتھ لگانے اور آواز دینے سے اس کا دودھ حاصل ہو جائے تو اسے میرے تھپکی دینے ہی سے تمھیں دودھ نصیب ہوگا''

دَعِ المَكارِمَ لا تَرحَل لِبُغيَتِها   وَاقعُد فَإِنَّكَ أَنتَ الطاعِمُ الكاسي

'' تو عزت پانے کی کوشش چھوڑدے، گھر میں بیٹھ جا! کوئی شک نہیں تو محض کھانے پینے اور لباس پہننے والا ہی ہے''

مَن يَفعَلِ الخَيرَ لا يَعدَم جَوازِيَهُ   لا يَذهَبُ العُرفُ بَينَ اللَهِ وَالناسِ

''جو بھلائی کرنے والا ہوتا ہے اسے اس کا انعام مل جاتا ہے اللہ اور لوگوں کے درمیان نیکی ختم نہیں ہو جاتی''

ما كانَ ذَنبِيَ أَن فَلَّت مَعاوِلَكُم   مِن آلِ لَأيٍ صَفاةٌ أَصلُها راسِ

''میرا کوئی گناہ نہیں کہ تمھاری کدالیں کند ہو گئیں آل ابو صفاۃ کے مقابلے میں اور ان کی بزرگی تو ثابت ہے''

قَد ناضَلوكَ فَسَلّوا مِن كِنانَتِهِم   مَجداً تَليداً وَنَبلاً غَيرَ أَنكاسِ

''ان لوگوں نے تم سے اپنے ترکش سے تیر اندازی کی موروثی بزرگی کو قائم رکھا اور صحیح سالم تیر چلائے''

یہ توہین آمیز اشعار جب زبرقان کے علم میں آئے تو اسے بڑا غصہ آیا۔ زبرقان نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عدالت میں ہتک عزت کا دعویٰ دائر کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا: اس نے کیا کہا ہے؟ زبرقان نے اشعار پڑھ کر سنائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ کوئی باضابطہ ہجو نہیں ہے، اس میں صرف ڈانٹ ڈپٹ ہی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان سن کر زبرقان نے کہا: کیا یہ اشعار سننے کے بعد میری غیرت مجھے اجازت دے گی کہ مجھے کچھ کھانے پینے اور پہننے کا ہوش رہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ نہ صرف ہجو ہے بلکہ حطیئہ نے تو اس پر گندگی اچھالی ہے۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حطیئہ کو قید کر دیا۔[25]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ خود بھی شعر و ادب سے واقفیت رکھتے تھے، وہ شعر و شاعری کے رموز سے آگاہ تھے لیکن اس موقع پر چوں کہ وہ جج کی حیثیت سے زبرکان کا مقدمہ سن رہے تھے اس لیے انھوں نے شعر و شاعری کے ماہر فن کو بلا کر اس کی رائے لی پھر اپنا فیصلہ سنایا اور ہجو گو شاعر کو قید کر دیا۔

اس طرح کا ایک اور واقعہ ہے کہ بنو عجلان اپنے نام پر بہت فخر کرتے تھے، انھیں اپنی پہچان پر بڑا ناز تھا کیوں کہ یہ نام ان کے جد امجد عبداللہ بن کعب نے ان کی مہمان نوازی کے باعث رکھا تھا کیوں کہ وہ لوگوں کی مہمان نوازی کے آداب بجالانے میں بڑی جلدی کرتے تھے لہٰذا یہ نام ان کے شرف و عزت کی وجہ بن گیا۔ ایک مرتبہ قیس بن عمرو بن کعب نجاشی نے ان لوگوں کی ہجو کرتے ہوئے کہا: یہ لوگ خاندانی طور پر ملعون ہیں اور کمینے، کمزور اور ناکارہ لوگوں کا ٹولہ ہیں۔ ان کا نام ''عجلان'' اس وجہ سے پڑ گیا کہ وہ کہتے: ''اے غلام! پیالہ پکڑ، دودھ نکالا اور جلدی کر۔''

بیان کیا جاتا ہے کہ بنو عجلان نے نجاشی کے خلاف مقدمہ دائر کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نجاشی کو قید میں ڈال دیا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے کوڑوں کی سزا بھی سنائی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نہ صرف ہجویہ اشعار پر متعلقہ شاعروں کی گرفت فرماتے بلکہ مسلمانوں کی عزت مجروح کرنے، مسلمانوں کے دلوں میں ایک دوسرے کے لیے بغض و نفرت پیدا کرنے اور مسلمان عورتوں کے اوصاف بیان کرنے والوں کا بھی سختی سے نوٹس لیتے۔[26]

ایک مرتبہ عینیہ بن حصن، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات کے لیے آئے، اس وقت وہاں مالک بن ابی زفر بھی بیٹھے ہوئے تھے جو غریب مسلمانوں میں سے تھے۔ عینیہ نے انھیں دیکھ کر کہا: کمزور طاقتور اور نکما بلند ہو گیا! یہ سن کر مالک نے کہا: کیا تم اپنی خوشحالی کی بنا پر غرور کرتے ہو؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ عینیہ کی یہ بات سن کر ناراض ہوئے اور فرمایا: خود کو اسلام میں عاجز اور حقیر بنا لے، واللہ! میں تم سے اس وقت تک راضی نہ ہوں گا جب تک مالک تیری سفارش نہ کرے۔ عینیہ اتنا مجبور ہو گیا کہ اسے اس کے علاوہ اور کوئی راہ نظر نہ آئی کہ مالک حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس کی سفارش کریں۔[27]

نتائجِ تحقیق

□ آزادیٔ رائے انسان کا بنیادی حق ہے اور اسلام نے بھی اس کا احترام برقرار رکھا ہے۔ انسان کے جذبات واحساسات کو ضرب خفیف پہنچتی ہے تو احتجاج کا حق رکھتا ہے، وہ اپنی مظلومیت کا برملا اظہار کر سکتا ہے۔ کسی قوم یا فرد کے مذہبی، سیاسی اور اقتصادی و سماجی حقوق غصب کئے جائیں تو اس کے خلاف آواز بلند کرنے کا انھیں مکمل حق ہے۔

□ ریاست کے شہریوں کو صرف یہ حق حاصل نہیں کہ جب ان پر ظلم ہو تو وہ اپنی زبان کھولیں بلکہ انھیں یہ حقوق بھی حاصل ہیں کہ ریاست کے معاملات و مسائل سے متعلق اپنی رائے کا آزادانہ اظہار کریں۔ کسی بھی عام شخص کو حاکمِ وقت سے سوال اور استفسار کا حق حاصل ہے اور حاکمِ وقت عوام کے سامنے جوابدہ ہے۔

□ انسان کو اپنا نقطۂ نظر بیان کرنے، سوال اٹھانے، اختلاف اور تنقید کا حق حاصل ہے۔ یہ حق احساسِ دانائی کو پروان چڑھا کر مسائل کو حل کرنے، تحقیق کے دروازے کھولنے کا باعث ہے، اجتماعی سمجھ بوجھ سے استنباط کی گئی مختلف قسم کی آراء یکجا ہو کر اجتماعی مفاد کے فائدہ مند ہو کر معاشرے پر خوش گوار اثرات کا باعث ہیں۔

□ اسلام اظہار رائے کی آزادی فراہم کرتا ہے بلکہ بعض اوقات جب کہ عمومی مصلحت اور اصلاحی مقصد پیشِ نظر ہو اس وقت اظہارِ رائے واجب اور ضروری ہے۔ آزادی کا مقصود انسانی فکر، نظریہ اور سوچ میں حق کو دریافت کر کے عمل اور نظام کے بارے میں درست نقطہ نظر تک پہنچنا ہے۔

□ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے صحابہ کو آزادی رائے کی اجازت دی رکھی تھی وہ اجتہادی مسائل میں کھل کر اپنی رائے کا اظہار کرتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اظہارِ رائے میں کسی طرح کی پابندی عائد نہیں کی۔ نہ کسی کو متعین رائے کا پابند بنایا۔ خلافتِ عمر فاروق رضی اللہ عنہ میں مسلم و غیر مسلم شہری نہایت بے خوفی اور آزادی سے درپیش مسائل پر اپنی رائے دیتے، مثبت اور مفید تنقید کرتے اور اپنی خیر خواہی کے جذبات سے مطلع کرتے۔

□ اسلام میں آزادی رائے کا احترام ضرور ہے لیکن یہ آزادی مطلق نہیں ہے کہ ہر کوئی جس طرح چاہے اپنی رائے دیتا پھرے بلکہ اظہارِ آزادی رائے اس بات سے مشروط ہے کہ اپنی رائے سے کسی دوسرے کو تکلیف نہ پہنچائے، چاہے یہ ضرر عام ہو یا خاص۔ اس قسم کی رائے سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے

لوگوں کو منع کر رکھا تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایسی آزادیٔ فکر و رائے پر یقین رکھتے تھے جس کی بنیاد خیر خواہی اور بھلائی کے جذبے پر ہو۔

□ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے دورِ خلافت میں ایسی رائے پر سخت اقدامات اٹھاتے جس سے فتنہ و فساد پیدا ہونے کا خدشہ ہو، کسی کی عزت و تقدس مجروح ہو، شہریوں کے دلوں میں ایک دوسرے کے لیے کینہ، بغض و نفرت پیدا ہو اور عورتوں کے اوصاف بیان کئے جائیں۔

□اسلام نے خواتین کو بھی مشورہ دینے کا حق دیا ہے امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسا عالی المرتبت شخص خواتین سے ریاستی معاملات میں مشورہ طلب فرماتا اور ان کی رائے کو اختیار بھی فرماتا، عورتوں کے لیے اب اس امر کا کوئی جواز باقی نہیں رہتا کہ وہ اپنے حقوق کے لیے کوئی غیر اسلامی طریقہ تلاش کریں۔

□آزادی رائے کا حق انسانی وقار وتحفظ سے مشروط ہے۔ظہارِ آزادی رائے کے تحت ہر ایک انسان کو اپنا نکتہ نظر و فکر بیان کرنے، تنقید کرنے کا حق حاصل ہے البتہ کسی دوسرے انسان کی تذلیل و تحقیر، تمسخر، کردار کشی اور تہمتیں لگا کر اس کی عزت نفس مجروح کرنے کی قطعاً اجازت نہیں۔اسلام ہر انسان کو یہ حق دیتا ہے کہ وہ ریاست کے معاملات میں اپنی رائے کا آزادانہ اظہار کر سکتا ہے لیکن اس مطلب یہ نہیں کو وہ حدود کو پار کرے۔

□کسی بھی سطح یا کسی بھی چینل چاہے وہ سوشل میڈیا، الیکٹرک میڈیا، یا پرنٹ میڈیا ہو ایسی رائے کی تشہیر جس سے مذہبی دل آزاری، فرقہ بندی، قومیت، لسانیت، باہمی نفرت اور ملکی مفاد کے لیے نقصان دہ ہو اس قسم کی رائے ناجائز ہیں۔

□حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت اظہارِ آزادیٔ رائے کا حق اور اظہارِ رائے کا صحیح رخ واضح کرتا ہے۔

سفارشات

قومی و بین الاقوامی طور پر اظہارِ رائے کی آزادی کو بنیادی حق قرار دیا گیا ہے لیکن اس آزادی کی آڑ میں اس کے غلط استعمال کو روکنا اشد ضروری ہے۔رائے کا غلط استعمال عصبیت، فرقہ واریت اور باہمی نفرت کا سبب ہے جس سے معاشرے کا امن و سکون تباہ ہوتا ہے۔لوگ اپنے مذہب سے شدید قلبی لگاؤ رکھتے ہیں ایسی رائے جس سے لوگوں کی دین و مذہب کی تذلیل کا پہلو نکلتا ہے ایسی رائے قابل مذمت ہیں اور ان پر پابندی کا اطلاق عصرِ حاضر کی اہم ضرورت ہے۔ خصوصاً اسلام اور نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ کی شان میں گستاخی کر کے مسلمانوں کی دل آزاری کرنا آزادی رائے نہیں بلکہ مسلمانوں کی آزادی کے حق کو غصب کرنا ہے جس سے دنیا کے امن و سکون کو خطرہ لاحق ہے۔اس معاملے میں بین المذہبی اور بین التہذیبی مکالمے کے اداروں اور تنظیموں کو اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔ایمنسٹی اور انسانی حقوق کے اداروں کو بھی ایسی حرکات کا نوٹس لینا چاہیے۔پر امن بقائے باہمی کے لیے مسلسل ایسے اقدامات اٹھانے کی ضرورت ہے کہ جس میں برابری اور مساوات کی بنیادوں پر حقوق اور اقدار و روایات کو تحفظ دیا جائے۔

حوالہ جات

1 Ibn-e- Khuldon, Abu Zaid Abdul Rahman bin Muhammad bin Muhammad, Tareekh Ibn e Khuldon, Nafees Academy, Karachi, Vol.2, p398
2- Ibn-e- Khuldon, Tareekh Ibn e Khuldon, Vol.2, p384
3- Al-Imran: 110
4- Jalāl-ud-Dīn-al-Suyūṭī ‘Abd-Ur-Reḥmān bin kamal ud din Abī Bakr bin Muḥammad bin Sabiq ud din, Hassan al-Muhaddira fi Tareekh Misar wa al Qahirah, Dar ul Ahya al kutub, Misar, 1967, Vol.1, p578
5 - (a) Abu Al-Qasim, Ismail bin Muhammad bin Al-Fadl Al-Asbahani, Sear al Salaf as Sualeheen, Dar ul Raya, Riaz, Vol.1, p128
(b) Muhammad Salem Al-Khidr, Al-Balagha tul-Umarih Mubaratul al-aal wa al Ashab, 2014, Vol.1, p40

[6] - Abu Hayyan Al-Tawhidi Ali bin Muhammad bin Abbas, Al Basair wa al Zakhair, Dar e Sadir, Beirut, 1988, Vol.5, p172

[7]- (a) Muhammad Rasheed bin Ali Reda bin Muhammad Shams ud Din bin Muhammad Bahaa ud Din bin Manla Ali Khalifa al-Qalamuni al-Hussein, Al Wahi al Muhammadi, Dar ul Kutub al Elmia, Beirut, 2005, Vol.1, p200

(b) Dr. Muhammad Al-Bahi, Al Fikar al Islami al Hadith wa Silata bil Isteamar al Gharbi, Maktaba Wehba , Vol.1, p104

[8] - Ibn-e- Qutaybah al Dinuri, Abu Muhammad Abdullah bin Muslim, Ayoun al-Akhbar, Dar ul Kutub al Elmia, Beirut, 1418 AH, Vol.2, p17

[9]- Ibne Al-Mubarrad, Youssef bin Ahsan bin Ahmed bin Hassan bin Abdul Hadi, Mahad as Sawab fi Fazail Ameer ul Momineen Umar bin al Khattab, Madinah, Al Saudia, 2000, Vol.2, p579

[10] -Abdul Aziz Al-Salman, Mawarid al Zaman khatab wa Hakam wa Ahkaam wa Qawaid wa Mawaiz wa Aadab wa Ikhlaq Hassan , 1424 AH, Vol.3, p563

[11]- An-Nisa: 20

[12] -(a) Ibn Abd-al-Bar; Yusuf bin Abdullah bin Muhammad bin Abdul Bar Asim Al-Nimri Al-Qurtubi, Abu Umar, Jama Biyan al Elm wa Fadla, Dar e Ibne al-Jozi, Al Saudia, 1994, Hadith:864, Vol.1, p530

(b) Muhammad bin Ahmed bin Salem Al-Saffarini , Abu al Auon Ghiza al Albab fi Sharah Manzomata al Aadab, Qurtba, Misar, 1993, Vol.1. p251

[13]- (a) Ibne Al-Mubarrad, Youssef bin Ahsan bin Ahmed bin Hassan bin Abdul Hadi, Mahad as Sawab fi Fazail Ameer ul Momineen Umar bin al Khattab, Madinah, 2000, Vol.3, p777

(b) Abdul Salam bin Mohsin Al Essa, Drasata Naqdiata fi al Marviyat al Wardat fi Skhsiyata Umar bin Al-Khattab Siyasata al Idariyah Radi Allah Anho, Madinah, Al Saudia, 2002, Vol.2, p602

[14]- Syed Umar Tulmasani, Shaeed ul Mehrab, Mutarajim: Hafiz Muhammad Idrees, Al-Badr Publications, Urdu Bazaar, Lahore, 1997, p363

[15]-Abdul Rahman Al-Shirkawi, Al-Farooq Umar, Dar-ul-Kitab Al-Arabi, 1988, p210-211

[16]- Syed Umar Tulmasani, Shaeed ul Mehrab, Mutarajim: Hafiz Muhammad Idrees, Al-Badr Publications, Urdu Bazaar, Lahore, 1997, p305

[17]- Syed Umar Tulmasani, Shaeed ul Mehrab, Mutarajim: Hafiz Muhammad Idrees, Al-Badr Publications, Urdu Bazaar, Lahore, 1997, p306

[18] -(a) Ibne Manzor, Muhammad bin Mukram bin Ali, Abu al Fadal, Mukhtasar Tareekh Damishiq la bin Asakar, Damishiq, Soria, Dar-ul-Fikr, 1984, Vol.4, p329

(b) Muhammad Nasr -ud--Din Muhammad Aweidah, Fasal al Khattab fi az Zuhad wa al Raqiyq wa al Aadab, Vol.1, p374

[19] -(a) Ibn- e- Saad, Abu Abdullah Muhammad, Al-Tabaqat ul-Kubra, Dar ul-Kutub al-Ilmiyya, Beirut, 1990, Vol.6, p202

(b) Abu Naeem-Al-Asbhani, Ahmed bin Abdullah bin Ahmed bin Ishaq bin Musa bin Mehran, Hilya tul Awliya wa Tabaqat Al-Asfiyaa, Dar -ul-Kutub -al-Ilmiyya, Beirut, 1409 AH, Vol.9, p34

(c) Saeed bin Mansoor bin Shu'bah Abu Usman Al-Khorasani , Al Tafseer man Sunan Saeed bin Mansoor, Bab: Tafseer Surat -al-Baqara, Dar al-Sami'i, 1997, Hadith: 431, Vol.3, p962

[20]-Al Khatib-Al-Baghdadi, Abu Bakr Ahmed bin Ali bin Thabit, Tareekh e Baghdad aow Madina-tul-Islam, Dar-ul-Kutub-al- Arabi, Vol.4, p312

[21] -Dr. Muhammad Hameed Ullah, Majmouata al Wasiaq al Siyasia, Dar-un-Nafaiys, 1985, p438

[22] -Akram Zia -ul-Umari, Asar ul Khilafta Al-Rashida, Maktab-ul- Aloom wa al Hakam, Medina Munawwarah, 1994, p147

[23]- Al Hujrat: 11

[24]- Imam Bukhari, Muhammad bin Ismail Abu Abdullah, Sahih-al-Bukhari, Kitab-ur-Riqaq, Bab: Hifz-ul-Lissan, Hadith:6475

[25]- Dr. Wazih Muhammad, Adab Sadr-ul-Islam, Al Jamiah lil Drasat, Beirut, Labnan,1994, p91-92

[26]- Dr. Wazih Muhammad, Adab Sadr-ul-Islam, Al Jmiah lil Drasat, Beirut, Labnan,1994, p93

[27]- Umar bin Shabba-Al- Numayri, Abu Zaid, Tareekh e Madinah, Dar-Ul-Asphani, Jaddah, 1399 AH, Vol.2, p689-690